امیر خسروؒ

(شخصیت، شاعری اور منتخب کلام)

.... ترتیب وتہذیب ....

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی

------پبلشر------

رحمانی پبلکیشنز

1032 انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلامپورہ،
مالیگاؤں، مہاراشٹر Mob : 9890801886 / 9270704505

(C) جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : امیر خسروؔ (شخصیت، شاعری اور منتخب کلام)
مرتب : ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی
کمپوزنگ : شاہد اختر، حرا کمپیوٹرس، مالیگاؤں
صفحات : 40
تعداد : سات سو
سن اشاعت : 2014ء
طباعت : شارپ آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
قیمت : 30/-

----- Publisher-----
Rahmani Publication
1032,Islampura,Malegaon-423203(Dist-Nasik)
Mob : 9890801886 / 9270704505

(C) All rights reserved with Publisher

عرض ناشر

رحمانی پبلی کیشنز، مالیگاؤں اب محتاجِ تعارف نہیں رہا جس نے ادبِ اطفال پر مختصر سے عرصے میں سیکڑوں کتابیں شائع کیں اور انہیں ملک بھر میں پھیلا دیا اس ادارہ نے ہندوستان کے مشہور و معروف قلمکار اور ادبا کی کتابیں شائع کیں اور مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں طبع کیں۔ مزید یہ کہ تاریخی شخصیات پر بھی بچوں کے معیار کے مطابق کتابیں شائع کرنے کا بیڑہ بھی اٹھا رکھا ہے۔ تاریخی شخصیات میں بہت سی شخصیات پر یا تو بہت ضخیم کتابیں دستیاب ہیں یا پھر بہت سی اہم شخصیات کے متعلق انتہائی مختصر تذکرے ملتے ہیں۔ ہمارے ادارے نے ملک بھر کے نامور قلمکار اور ماہر ادیبوں سے رابطہ کیا۔ اور منتخب شخصیات پر لکھنے کی ذمہ داری ڈالی۔ الحمدللہ! بہت کم عرصے میں اب تک سیکڑوں شخصیات پر کتابیں منظر عام پر آ گئیں۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اردو ادب بالخصوص زبان کی خدمت کرنے والے ہمارے ماضی کے شعرا و ادبا کی حیثیت تاریخی لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔ ہمارے شاعروں اور ادیبوں نے اپنی نظموں، غزلوں، گیتوں، کہانیوں، افسانوں اور مضامین کے ذریعے اردو زبان و ادب کے فروغ میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ جگ ظاہر ہے۔ ادارے نے یہ طے کیا ہے کہ تاریخی شخصیات سیریز کے ذیل میں ایک ضمنی کڑی شروع کرتے ہوئے ان شاعروں اور ادیبوں کے تعارف اور ان کے منتخب کلام کو بھی منظرِ عام پر لایا جائے۔

لہٰذا کلاسیکل شعرا کے تعارف اور ان کے منتخب کلام پر مشتمل یہ سیریز پیش کی جا رہی ہے ۔ تاریخی شخصیات سیریز کی طرح مرتبین کے تبصرے و تجزیے پر آپ اختلاف تو کر سکتے ہیں، لیکن اس سلسلے کی اہمیت کا انکار شاید نہ کر سکیں ۔ ضروری نہیں کہ مرتبین کے تمام تبصروں اور تجزیوں سے ہمارا ادارہ اتفاق رکھے ۔ بہر کیف سبھی مرتبین مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

شاعروں اور ادیبوں میں چند قابل ذکر امیر خسرو، داغ دہلوی، مولانا اسماعیل میرٹھی، امیر مینائی، مولانا حسرت موہانی، آتش لکھنوی، فانی بدایونی وغیرہ ہیں ۔

ہمارے ادارے نے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت اور وطن عزیز کے نونہالان کے لیے اردو کے گراں قدر جواہر پاروں کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے ۔ لہٰذا سرپرست و اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے ہاتھوں تک ان کتابوں کو پہنچائیں اور انہیں ان کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں، تاکہ نئی نسل بھی اردو کے کلاسیکل شاعروں اور ان کے کلام سے واقف ہو سکے ۔

ناشر

امیر خسروؔ اور ان کی شاعری

(پیدائش: 1253ء/ وفات: 1325ء)

فارسی اور ہندی شاعر۔ ماہر موسیقی، ابوالحسن نام، یمین الدولہ لقب۔ امیر خسرو عرف۔ آپ کے والد امیر سیف الدین محمود ایک ترک سردار تھے۔ منگولوں کے حملوں کے وقت ہندوستان آئے اور مومن پور، پٹیالی، ضلع ایٹہ (یو پی) میں سکونت اختیار کی۔ امیر خسرو یہیں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ہندوستانی تھیں۔ کچھ عرصے بعد یہ خاندان دہلی منتقل ہوگیا اور امیر خسرو نے سلطنت دہلی (خاندان غلمان، خلجی، اور تغلق) کے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور برصغیر میں اسلامی سلطنت کے ابتدائی ادوار کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی میں سرگرم حصہ لیا۔

خسروؔ بچپن ہی سے بڑے ذہین اور ذکی تھے۔ جب وہ کچھ بڑے ہوئے تو انھیں پڑھنے کے لیے مکتب میں بھیجا گیا۔ آپ کے والد امیر سیف الدین محمود خود پڑھے لکھے نہ تھے اور ان کا تعلق ایک جنگ جو نسل سے تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے لڑکے کی تعلیم و تربیت کا خصوصی نظم کیا تھا۔ خسروؔ نے خواجہ سعد الدین کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا اور ان سے انھوں نے علم خطاطی حاصل کیا لیکن ان کے اپنے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر و سخن کے سائے اُن پر بچپن ہی سے پڑنا شروع ہو گئے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے استاذ خواجہ سعد الدین کے ساتھ خواجہ اصیل کوتوال کے گھر گئے، وہاں اُن کی ملاقات ایک زبردست عالم خواجہ عزالدین سے ہوئی جو وہاں مقید تھے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو خواجہ

موصوف کے ہاتھوں میں کوئی کتاب تھی۔ خواجہ سعدالدین نے خسرو کا تعارف اپنے شاگرد کی حیثیت سے خواجہ عزالدین سے کرایا اور یہ بھی کہا کہ یہ بچہ شعر بڑے اچھے ترنم سے پڑھتا بھی ہے۔ یہ سُن کر خواجہ موصوف نے وہ کتاب خسرو کو دی اور اس میں سے چند اشعار پڑھنے کی فرمایش کی۔ خسروؔ نے تعمیل ارشاد کی۔ خواجہ موصوف نے بری تعریف کی۔ خواجہ سعدالدین نے خواجہ عزالدین کو خسروؔ کے ذوقِ شعرگوئی کے بارے میں بھی بتایا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس بچّہ کا امتحان لیا جائے کہ یہ کس حد تک شاعری کے ساتھ انصاف کرسکتا ہے۔ خواجہ موصوف نے درج ذیل چار غیر متعلق چیزوں کا نام لیا اور کہا کہ ان کو اس طرح نظم کرو کہ ان کا باہمی تناقض دور ہوجائے۔: ”مو، بیضہ، تیر، خرپزہ“۔

تھوڑی دیر بعد خسروؔ نے یہ قطعہ سنایا ؎

بر موے کہ در دوزلف آں صنم است
صد بیضۂ عنبریں بر آں موے صنم است
چوں تیرمداں راست دلش را زیرا کہ
چو خرپزہ دندانش میانِ شکم است

(اُس صنم کی دونوں چوٹیوں میں جو بال ہیں اُن میں سیکڑوں بیضۂ عنبریں ہیں۔ اس کے دل کو تیر کی طرح سیدھا نہ سمجھو کیوں کہ خربوزے کی طرح اس کے دانت بھی پیٹ کے اندر ہیں۔)

خواجہ موصوف کو اِن فی البدیہہ اشعار پر بری حیرت ہوئی، انھوں نے خسروؔ کی بڑی حوصلہ افزائی کی، جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ اُن کے والد دربارِ شاہی سے وابستہ ہیں تو انھوں نے خسرو کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا تخلص ”سلطانی“ رکھیں۔ خسروؔ نے اس مشورے کو قبول کیا اور انھوں نے اپنے دیوان ”تحفۃ الصغر“ کی بیش تر غزلوں میں یہی تخلص استعمال کیا ہے۔

اس طرح خسروؔ تعریف و توصیف اور حوصلہ افزائی کے درمیان زندگی کے مراحل طے کرنے لگے لیکن اس کم عمری میں جب وہ مشکل ہی سے دنیا میں اپنا کوئی نقش مرتسم کرپائے تھے کہ

انھیں ایک گہرا زخم لگا، ان کے والد منگولوں سے نبرد آزمائی میں شہید ہو گئے۔ اس عمر میں جب انھیں مسکرانا اور ہنسنا چاہیے تھا انھیں زندگی میں پہلی مرتبہ ایسے کاری زخم کا تجربہ ہوا۔ خسروؔ نے ایک نقش پذیر ذہن اور ایک حساس دل پایا تھا۔ آنے والے دنوں میں انھوں نے اپنے اس شدید غم کا اظہار اس شعر میں یوں کیا ہے ؎

سیف از سرم رفت و دل من دو نیم ماند
دریاے من رواں شد و دُرِ یتیم ماند

(تلوار میرے سر سے گذر گئی اور میرا دل دو ٹکرے ہو گیا، میرا دریا رواں ہوا اور موتی تنہا رہ گیا)

والد کی موت نے خسروؔ کو شدید تنہائی اور زبردست احساسِ محرومی میں مبتلا کر دیا لیکن ان کے نانا عماد الملک نے بڑی محبت و شفقت سے ان کی پرورش و پرداخت کی۔ عماد الملک خود بھی بڑی اہم اور بااثر شخصیت کے مالک تھے۔ عماد الملک کے وفورِ محبت و شفقت نے خسروؔ کے زخم اور محرومی کو بہت حد تک مندمل کر دیا اور انھیں اپنی راہ خود نکالنے کا اچھا موقعہ ملا۔ انھوں نے شعر و سخن کی راہ پر چلنا شروع کیا اور بالآخر اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔

جب خسروؔ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو ان کے نانا ایک سو تیرہ سال کی عمر میں رحمتِ حق سے جا ملے۔ ایک بہت ہی پُر اثر اور غم انگیز مرثیے میں خسروؔ نے اپنے نانا کی موت کا ماتم کیا ہے۔ جس کی محبت اور شفقت ہی کی وجہ سے وہ ”خسروے اقلیمِ شعر و سخن“ ہوئے۔

اس وقت تک خسروؔ کو شاعر کی حیثیت سے کچھ حد تک شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ خسروؔ کو بعدہٗ کئی بادشاہوں اور امرا کی سرپرستی مل گئی جس کے زیرِ سایہ ان کا ذوقِ شعری خوب پروان چڑھنا شروع کیا اور وہ ایک قد آور شاعر کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔

علاوہ ازیں امیر خسروؔ کو زندگی کو جس شخصیت نے سجایا سنوارا وہ ذات تھی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی۔ خسروؔ نے اس عظیم عارفِ حق کی صحبت میں

رہے۔ انھوں نے حضرت سلطان المشائخ سے اپنی بے پایاں عقیدت کے سبب خود کو ان کا محبوب اور ان کی برکتوں کا مستحق بنادیا تھا۔ خسرؔو کی ہمہ پہلو شخصیت اور ان کی عبقریت جو اس وقت کے معاشرے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتی پورے طور پر حضرت سلطان المشائخ کی نگاہِ فیض و کرم کی ممنون ہے۔ ایک باکمال شاعر، ایک مایۂ ناز نثر نگار، ایک عظیم مؤرخ، ایک موسیقار، ایک ماہرِ لسانیات، ایک درباری، ایک صوفی اور سب سے بڑھ کر ایک ہندوستانی کی حیثیت سے ان کا شمار بہترین انسانوں میں ہوتا ہے۔ تاریخ اس طرح کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر رہے۔

صنف شاعری

خسرو نے ہر صنفِ شعر، مثنوی، قصیدہ، غزل، ہندی دوہے، پہیلیاں، گیت، انملیاں، کہہ مکرنیاں اور ریختے وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ غزل میں پانچ دیوان یادگار چھوڑے۔ ہندوستانی موسیقی میں ترانہ، قول اور قلبانہ انھیں کی ایجاد ہے۔ بعض ہندوستانی راگنیوں میں ہندوستانی پیوند لگائے۔ راگنی (ایمن کلیان) جو شام کے وقت گائی جاتی ہے۔ انھیں کی ایجاد ہے۔ کہتے یہ کہ ستار پر تیسرا تار آپ ہی نے چڑھایا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید تھے۔ انھیں کے قدموں میں دفن ہوئے۔

فارسی کلام کی مثالیں:۔

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است
کافر عشقم، مسلمانی مرا در کار نیست
ہر رگ من تار گشتہ، حاجت زُنار نیست
از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب

دردمند عشق را دارو بہ جز دیدار نیست
ناخدا بر کشتی ما گر نباشد، گو مباش!
ما خدا داریم ما ناخدا در کار نیست
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آری! آری! می کنم! با خلق مارا کار نیست

ہندی میں دوہے:۔

خسرو دریا پریم کا، اُلٹی وا کی دھار
جو اترا سو ڈوب گیا ، ای پار

سیج وہ سونی دیکھ کے رووٗں میں دن رین
پیا پیا میں کرت ہوں پہروں، پل بھر سکھ نہ چین

موسیقی:۔

امیر خسرو شاعری سے ہی نہیں بلکہ موسیقی سے بھی کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ ہندوستانی کلاسیکل موسیقی کے ایک اہم شخصیت بھی مانے جاتے ہیں۔ کلاسیکل موسیقی کے اہم ساز طبلہ اور ستار انھیں کی ایجاد مانی جاتی ہے۔ اور فن موسیقی کے اجزا جیسے خیال اور ترانہ بھی انھیں کی ایجاد ہے۔

تصانیف:۔

تحفۃ الصغر

وسط الحیات

غرۃ ال کمال

بقیہ نقیہ

قصہ چہار درویش

خرانالسادین

مثنوی ذوالرانی ۔ خضر خان

تغلق نامہ

خمسہ نظامی

اعجاز خسروی

خزائن الفتوح

افضل الفوائد

خالق باری

جواہر خسروی

لیلیٰ مجنو

آئنہ سکندری

ملاالانور

شیرین وخسرو

☆ نہایۃ الکمال

☆ مفتاح الفتوح

☆ نوح سپہر

آیندہ صفحات پر جناب امیر خسروؔ کے منتخب کلام نشانِ خاطر فرمائیں۔

(ڈاکٹر) مشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

☆☆☆

فارسی حمد

اے زخیالِ ما بروں در تو خیالِ کے رسد
باصفتِ تو عقل را لافِ کمال کے رسد
گر ہمہ مردم و ملک ، خاک شوند بر درت
دامن عزتِ ترا گردِ زوال کے رسد
کنگرۂ کبریاے تو ہست فرازِ لامکاں
طائرِ مادراں ہوا بے پروبال کے رسد
بر درِ بے نیازیت صد چو حسین کربلا
تشنہ بماند بر گزر تا بہ زُلال کے رسد
ہست بہ تخت گاہِ دل جلوۂ قرب روز و شب
لیک بہ جلوۂ چناں چشمِ خیال کے رسد
زاں چمنے کہ بلبلش روحِ قدس نمی سزد
گل خنیانِ خاک را بوے وصال کے رسد
توسن چابکاں سبک عرصۂ کوے پنکواں
آں کہ فتاد مرکبش بر سرِ حال کے رسد
جرعۂ دُردِ عاشقاں بر سرِ چوں منے چکد
راہ روانِ پاک را لوثِ وبال کے رسد
آیتِ رحمت از حرم ہست براے حاجیاں
خسروؒ بُت پرست را جز خط و خال کے رسد

☆☆☆

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شمع محفل بود

(درج ذیل نعت امیر خسرو علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف نعت ہے لیکن ادبی محققین کے مطابق یہ ان کے کسی بھی دیوان میں نہیں ملتی لیکن صدیوں سے معروف انہی کے نام سے ہے، مشاہد)

نمی دانَم چہ منزل بُود، شب جائے کہ من بُودَم
بہ ہر سُو رقصِ بسمل بُود، شب جائے کہ من بودم

(مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سی جگہ تھی جہاں کل رات میں تھا، ہر طرف وہاں رقصِ بسمل ہو رہا تھا کہ جہاں میں کل رات کو تھا۔)

پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بُود، شب جائے کہ من بودم

(پری کے جسم جیسا ایک محبوب تھا، اس کا قد سرو کی طرح تھا اور رخسار لالے کی طرح، وہ سراپا آفتِ دل تھا کل رات کہ جہاں میں تھا۔)

رقیباں گوش بر آواز، اُو دَر ناز، من ترساں
سخن گفتَن چہ مشکل بود، شب جائے کہ من بودم

(رقیب آواز پر کان دھرے ہوئے تھے، وہ ناز میں تھا اور میں خوف زدہ تھا۔ وہاں بات کرنا کس قدر مشکل تھا کل رات کہ جہاں میں تھا۔)

خدا خود میرِ مجلس بُود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمعِ محفل بود، شب جائے کہ من بودم

(اے خسرو، لا مکاں میں خدا خود میرِ مجلس تھا اور حضرت محمد اس محفل کی شمع تھے، کل رات کہ جہاں میں تھا۔)

فی نعتِ سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اے رسالت را علم افراختہ
دستِ تو تیغِ شریعت آختہ
مرکبت کو برمکاں بنہاد پاے
قدر تو برلامکانش تاختہ
آدم و من دو نہ ، تحت اللواء
آمدہ چوں تو لوا افراختہ
منہ قباے چرخ را خیاط صنع
خاص بہرِ قامتت پرداختہ
میمِ احمد راگزیدہ بعد ازاں
خاتمِ مہرِ نبوت ساختہ
ہر کہ او از میمِ احمد طوق یافت
در یکی گوئی رود چوں فاختہ
جز خدا کس قدر تو نشناخت زانک
کس خدا را ہمچو تو نشناختہ
تاختہ نورِ تو از روزِ ازل
پرِ تو خود تا ابد انداختہ
دیدۂ کش در نظر ناید بہشت
عشق باخاکِ خیانت باختہ
عاصیانِ زرد رو را کردگار
از براے روے تو بنواختہ
بندۂ خسروؔ تا نویسد نعتِ تو
زآتش دل جان خود بگداختہ

مدحِ مرشد حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ در فارسی

اے شربتِ عاشقی بجامت
وزدوست زماں زماں پیامت
در سیرِ وصال ، ہر دوعالم
داخل بمسافت دو گامت
شد سلک فرید از تو منظوم
زانست کہ شد لقب نظامت
صدجان شریف پاک راچرخ
بگداختہ نوشتہ نامت
درگاہِ تو قبلہ و ملائک
پرّاں چوں کبوتراں بیامت
سودا زدگانِ شوقِ حق را
تسکیں زمفرحِ کلامت
جاوید بقاست بندہ خسروؔ
چوں شد بہ ہزاراں جاں غلامت

☆☆☆

متفرق فارسی کلام

تا چہ طالع بد کہ شاہ از مولتان لشکر کشید
تیغِ کافر کُش برائے کشتن کافر کشید

انچہ حاضر بود لشکر ، لشکرِ دیگر بجست
زاں کہ رستم را نہ شاید منّتِ لشکر کشید

چوں کردندش از دشمن بداں قوت کہ داشت
بے محابا خشم در سر کرد و رایت بر کشید

آں چناں رنگیں کنم امسال خاک از خون شان
کز زمین باید شفق را گونۂ احمر کشید

جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید
آں چہ ساعت بُد کہ کافر بر سرِ لشکر کشید

☆☆☆

☆☆☆

زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شُد
زہے عہدِ خوش چوں دو پیماں یکے شُد

پسر بادشاہے ، پدر نیز سلطاں
کنوں ملک بیں چوں دو سلطاں یکے شُد

زبہرِ جہاں داری و بادشاہی
جہاں را دوشاہِ جہاناں یکے شُد

یکے ناصرِ عہد، محمود سلطاں
کہ فرمانش دوچار ارکاں یکے شُد

دگر شہ ، معز جہاں ، کیقبادے
کہ در ضبطش ایران و توراں یکے شُد

☆☆☆

☆☆☆

کافرِ عشقم، مُسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ، حاجتِ زنّار نیست

میں عشق کا کافر ہوں، مجھے مسلمانی درکار نہیں، میری رگ رگ تار تار ہو چکی، مجھے زُنار کی بھی حاجت نہیں ہے۔

از سَرِ بالین من برخیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجُز دیدار نیست

اے نادان طبیب میرے سرہانے سے اٹھ جا، عشق کے بیمار کو تو صرف دیدار ہی دوا ہے۔

شاد باش اے دل کہ فردا برسَرِ بازارِ عشق
مُژدہٗ قتل است گرچہ وعدہٗ دیدار نیست

اے دل تو خوش ہو جا کہ کل عشق کے بازار میں، قتل کی خوش خبری ہے اگرچہ دیدار کا وعدہ نہیں ہے۔

ناخُدا در کشتیٔ ما گر نَباشد گو مَباش
ما خُدا داریم، ما را ناخُدا درکار نیست

اگر ہماری کشتی میں ناخدا نہیں ہے تو کھو نہ ہوا کرے، کہ ہم خدا رکھتے ہیں اور ہمیں ناخدا درکار نہیں۔

خلق می گویَد کہ خُسرو بُت پرستی می کُنَد
آرے آرے می کُنَم، باخلق مارا کار نیست

خلق کہتی ہے کہ خسرو بت پرستی کرتا ہے، ہاں ہاں، میں کرتا ہوں مجھے خلق سے کوئی کام نہیں ہے۔

☆☆☆☆

عاشق شدم و محرمِ ایں کار ندارم
فریاد کہ غم دارم و غم خوار ندارم

(میں عاشق تو ہو گیا ہوں مگر اس کام کا میرے پاس کوئی محرم راز نہیں ہے، فریاد ہے کہ مجھے غم تو ہے لیکن کوئی غم خوار نہیں ہے۔)

آں عیش، کہ یاری دہدم صبر، ندیدم
واں بخت، کہ پرسش کندم یار ندارم

(میں پاس نہیں ہے وہ عیش کہ یار مجھے صبر دے، میرے پاس نہیں ہے وہ قسمت کہ یار خود میرا حال پوچھے۔)

بسیار شدم عاشق دیوانہ ازیں پیش
آں صبر کہ ہر بار بُد ایں بار ندارم

(اس سے پہلے بھی میں بہت دفعہ عاشق و دیوانہ ہوا، لیکن وہ صبر جو ہر بار حاصل تھا، اب کے نہیں ہے۔)

دل پُر زغم و غصۂ ہجرست ولیکن
از تنگ دلی طاقتِ گفتار ندارم

(دل ہجر کے غم و غصے سے پر تو ہے لیکن تنگدلی کی وجہ سے مجھے طاقتِ گفتار نہیں ہے۔)

خوں شد دلِ خسرو ز نگہداشتن راز
چوں ہیچ کسے محرمِ اسرار ندارم

(راز کی حفاظت کر کر کے خسرو کا دل خون ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ کوئی بھی محرمِ اسرار نہیں ہے۔)

☆☆☆☆

از من آں کامیاب را چہ غمست
زیں شب ماہتاب را چہ غمست

(اس کامیاب (محبوب) کو مجھ سے کیا غم ہے، ماہتاب کو رات کا غم کب ہوتا ہے۔)

ذرہ ہا گر شوند زیر و زبر
چشمۂ آفتاب را چہ غمست

(اگر تمام ذرے زیروزبر بھی ہوجائیں تو سورج کے چشمے کو انکے زیروزبر ہونے کا کیا غم ہے۔)

گر بسوزد ہزار پروانہ
مشعل خانہ تاب را چہ غمست

(اگر ہزار پروانے بھی جل مریں تو گھر کو روشن کرنے والی مشعل کو اسکا کیا غم ہے۔)

خرمن من کہ گشت خاکستر
آتش پُر عذاب را چہ غمست

(میری جان کی کھیتی جل کر راکھ ہوگئی مگر عذاب سے پُر آگ کو اس کا کیا غم ہے۔)

گر مرا نیست خوابے اندر چشم
چشمِ آں نیم خواب را چہ غمست

(اگر میری آنکھوں میں نیند نہیں رہی تو اسکا اس نیم خواب آنکھوں (والے) کو کیا غم ہے۔)

خسرو ار جاں دہد تو دیر بہ ذی
ماہی ار میرد آب را چہ غمست

(خسرو تو جان دیتا ہے لیکن تو دیر تک زندہ رہ کہ مچھلی کے مرنے کا پانی کو کیا غم۔)

☆☆☆☆

نیست در شہر گرفتار تر از من دِگرے
نبُد از تیرِ غم افگار تر از من دِگرے

(پورے شہر میں کوئی اور شخص (تیری محبت میں) مجھ جیسا گرفتار نہیں ہے، غموں کے تیر سے کوئی اور مجھ جیسا زخمی نہیں ہے۔)

برسرِ کُوئے تو، دانم، کہ سگاں بسیار اند
لیک بنمائی وفادار تر از من دِگرے

(میں جانتا ہوں کہ تیرے کوچے میں بہت سے سگ ہیں لیکن ان میں کوئی بھی مجھ سا وفادار نہیں ہے۔)

کارواں رفت و مرا بارِ بلائے در دل
چوں رَوَم، نیست گرانبار تر از من دِگرے

(کارواں چلا گیا اور میرے دل میں جدائی کا بوجھ ڈال گیا، کسطرح چلوں کہ کوئی اور مجھ سا گراں بار نہیں ہے۔)

ساقیا بر گزر از من کہ بخوابِ اجَلَم
باز جُو اکنوں تو ہشیار تر از من دِگرے

(اے ساقی تو جانتا ہے کہ میں خوابِ اجل (مرنے کے قریب) ہوں لیکن مجھ سے گزر کے اس کے باوجود میکدے میں مجھ سے ہوشیار کوئی اور نہیں ہے۔)

خسرَوَم، بہرِ بُتاں کُوئے بکو سرگرداں
در جہاں بود نہ بیکار تر از من دِگرے

(میں خسرو، کو بکو بتوں کی تلاش میں سرگرداں ہوں، اس جہاں میں مجھ سا بیکار کوئی نہیں ہے۔)

☆☆☆☆

زحالِ مسکیں مکن تغافل دُرائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں نہ لے ہو کاہے لگائے چھتیاں
شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روزِ وصلت چوں عمرِ کوتاہ
سکھی! پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببردِ تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں
چوں شمعِ سوزاں، چوں ذرہ حیراں، ہمیشہ گریاں، بہ عشق آں ما
نہ نیند نیناں، نہ انگ چیناں، نہ آپ آویں، نہ بھیجیں پتیاں
بحق روزِ وصالِ دلبر کہ دادِ ما را غریب خسرو
سپیت من کے ورائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

☆☆☆

میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے

میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے
گھر ناری کنواری کہے سو کرے
میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے

سوہنی صورتیا ، موہنی مورتیا
میں تو ہر یزے کے پیچھے سما آئی
گھر ناری کنواری کہے سو کرے
میں تو پیا سے نین لڑا آئی رے

☆☆☆

کاہے کو بیاہی بدیس

کاہے کو بیاہی بدیس رے لکھی بابل مورے
کاہے کو بیاہی بدیس

بھائیوں کو دیے محلے دو محلے ہم کو دیا پردیس
کاہے کو بیاہی بدیس ، رے بابل!
کاہے کو بیاہی بدیس

ہم تو ہیں بابل تیرے کھونٹے کی گائیاں
جد ہانکے ، ہنک جائیں

ہم تو ہیں بابل تیرے بیلے کی کلیاں
گھر گھر مانگی جائیں

ہم تو ہیں بابل تیرے پنجرے کی چڑیاں
بھور بھیئے اڑ جائیں

ٹاکوں بھری میں نے گڑیاں جو چھوڑیں
چھوٹا سہیلی کا ساتھ

کوٹھے تلے سے پالکی نکلی
بیرن نے کھائے پشاد

ڈولی کا پردہ اٹھا کر جو دیکھا
آیا پیا کا دیس

کاہے کو بیاہی بدیس ، رے بابل!
کاہے کو بیاہی بدیس؟

موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

تو تو صاحب میرا محبوبِ الٰہی
موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

ہماری چنریا ----------- پیا کی پگڑیا
وہ تو دونوں بسنتی رنگ دے

جو کچھ مانگے رنگ کی رنگائی
مورا جوبن گروی رکھ لے

آن پڑی دربار تمہارے
موری لاج شرم سب رکھ لے
موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے

☆☆☆

سب سکھیوں میں چادر میری میلی

سب سکھیوں میں چادر میری میلی
دیکھیں ہنس ہنس ناری

اب کے بہار چادر میری رنگ دے
پیا رکھ لے لاج ہماری

صدقہ باب گنج شکر کا
رکھ لے لاج ہماری

قطب فرید آئے براتی
خسرو راج دلاری

کوئی ساس کوئی نند سے جھگڑے
ہم کو آس تمہاری

رکھ لے لاج ہماری نظام
رکھ لے لاج ہماری

☆☆☆

گوری گوری بانہاں، ہری ہری چوڑیاں

گوری گوری بانہاں، ہری ہری چوڑیاں

بانہیاں پکڑ دھر لینی رے موسے

بل بل جاؤں میں تورے موسے

خسرو نظام کے بل بل جیے

موہے سہاگن کینی رے موسے

☆☆☆

بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی

بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی
کیسے میں بھر لاؤں مدھوا سے مٹکی

پانی بھرن کو جو میں گئی تھی
دوڑ ، جھپٹ ، موری مٹکی پھٹکی

بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی
مورے اچھے نظام پیا جی

☆☆☆

☆☆☆

جب یار دیکھا نین بھر دل کی گئی چنتا اتر
ایسا نہیں کوئی عجب، راکھے اسے سمجھائے کر

جب آنکھ سے اوجھل بھیا، تڑپن لگا میرا جیا
حقّا الٰہی کیا کیا، آنسو چلے بھر لائے کر

توں تو ہمارا یار ہے، تجھ پر ہمارا پیار ہے
تجھ دوستی بسیار ہے، اِک شب ملو تم آئے کر

جاناں طلب تیری کروں، دیگر طلب کس کی کروں
تیری جو چنتا دل دھروں، اک دن ملو تم آئے کر

میرا جو من تم نے لیا، تم نے اُٹھا غم کو دیا
غم نے مجھے ایسا کیا جیسا پتنگا آگ پر

خسرو کہے باتاں غضب، دل میں نہ لاوے کچھ عجب
قدرت خدا کی یہ عجب، جب جیو دیا گل لائے کر

☆☆☆

منظوم پہیلیاں

ترور سے ایک تریا اتری اس نے بہت رجھایا
باپ کا نام جو اس سے پوچھا آدھا نام بتایا
آدھا نام پتا پر پیارے بوجھ پہیلی موری
امیر خسرو یوں کہیں اپنا نام بنولی

جواب: بنولی

فارسی بولی آئی نا
ترکی ڈھونڈی پائی نا
ہندی بولوں آرسی آئے
خسرو کہے کوئی نہ بتائے

جواب: آئینہ (آرسی)

بیسیوں کا سر کاٹ لیا
نہ مارا نا خون کیا

جواب: ناخون یعنی ناخن

اندھا گونگا بہرہ بولے گونگا آپ کہائے
ایک سفیدی بہوت انگارا گونگے سے بھڑ جائے

جواب: ؟

سی سی کر کے نام بتایا تا میں بیٹھا ایک
الٹا سیدھا ہر پھر دیکھو وہی ایک کا ایک

جواب: ؟

بھید پہیلی میں کہی تُو سن لے میرے لال
عربی ہندی فارسی تینوں کرو خیال

جواب: ؟

ایک نار بھنورا سی کالی
کان نہیں وہ پہنے بالی
ناک نہیں وہ سونگھے پھول
جتنا عرض اتنا ہی طول

جواب: ؟

لود پھٹکری مردانہ سنگ
ہلدی زیرہ ایک ایک ٹنگ
افیون چنا مرچیں چار
ارد برابر تھوتھا ڈار

جواب: ؟

نر سے پیدا ہووے نار
ہر کوئی اس سے رکھے پیار
ایک زمانہ اس کو کھاوے
خسرو پیٹ میں وہ نہ جاوے

جواب: ؟

یک نار ترور سے اتری ماسوں جنم نہ پایو
باپ کا نام جو وا سے پوچھو آدھو نام بتایو
آدھو نام بتایو خسرو کون دیس کی بولی
وا کا نام جو پوچھا میں نے اپنے نام نبولی

جواب: ؟

شیام برن اور دانت انیک لچکت جیسے ناری
دونوں ہاتھ سے خسرو کھینچے اور یوں کہے میں آری*
*(آری یعنی آرہی)
جواب: آری

ساون بھادوں بہت چلت * ہے ماگھ پوس میں تھوڑی
امیر خسرو یوں کہتے تو بوجھ پہیلی موری *

* (میری) * (چلتی ہے)
جواب: موری

جل جل چلتا بستا گاؤں بستی میں ناوا کا ٹھاؤں
خسرو نے دیا وا کا ناؤں بوجھو ارتھ نہیں چھاڈو گاؤں

جواب: ناؤ یعنی کشتی

بالا تھا جب سب کو بھایا بڑھا * ہوا کچھ کام نہ آیا
خسرو کہہ دیا * اس کا ناؤں ارتھ کرو نہیں چھاڈو گاؤں

* بڑھا جب بولیں گے تو بڑا سنائی دے گا-
* دیا یعنی چراغ ہی اس پہیلی کا جواب ہے-

جواب: دیا یعنی چراغ

نر ناری کی جوڑی ڈٹھی جب بولے تب لاگے مٹھی
اک نہائے اک تاپن ہارا چل خسرو کر کوچ نقارہ

جواب: نقارہ

گانٹھ گٹھیلا رنگ رنگیلا ایک پرکھ ہم دیکھا
مرد استری اس کو رکھیں اس کا کیا کہوں لیکھا

جواب: ؟

ایک نار جب بن کر آوے
مالک کو اپنے اوپر بلاوے
ہے وہ ناری سب کے گوں کی
خسرو نام لیے تو چونکی

جواب: چونکی یعنی چوکی جو بیٹھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے

ایک نار چاتر کہلاوے
مورکھ کو نہ پاس بلاوے
چاتر مرد جو ہاتھ لگاوے
کھول ستر وہ آپ دکھاوے

جواب: عربی کا لفظ نار یعنی آگ

☆☆☆

کہہ مکرنیاں

انگوں موری لپٹا رہے
رنگ روپ کا سب رس پیئے
میں بھر جنم نہ واکو چھوڑا
اے سکھی ساجن نا سکھی چوڑا

☆☆☆

بن ٹھن کے سنگھار کرے
دھر منہ ہر منہ پیار کرے
بیار سے موپے دیت ہے جان
اے سکھی ساجن نا سکھی پان

☆☆☆

آپ ہلے اور موہے ہلاوے
واکا ہلنا مورے من بھاوے
ہل ہل کے وہ ہوا نسنکھا
اے سکھی ساجن نا سکھی پنکھا

☆☆☆

ونچی اٹاری پلنگ بچھایو
میں سوئی میرے سر پر آیو
کھل گئی انکھیاں بھئی انند
اے سکھی ساجن نہ سکھی چند (چاند)

☆☆☆

سگری رین چھتیں پر راکھا
رنگ روب سب وا کا چاکھا
بھور بھئی جب دیا اتار
اے سکھی ساجن نا سکھی ہار

☆☆☆

سگری رین موہے سنگ جاگا
بھور بھئی تو بچھڑن لاگا
اس کے بچھڑے پھاٹت ہیا
اے سکھی ساجن نا سکھی دیا

☆☆☆

سرپ سلونا سب گن نیکا
وا بن سب جگ لاگے پھیکا
وا کے سر پر ہووے گون
اے سکھی ساجن نا سکھی نون *
*نون یعنی نمک

☆☆☆

وہ آوے تب شادی ہووے
اس بن دوجا اور نہ کوئے
میٹھے لاگیں وا کے بول
اے سکھی ساجن نا سکھی ڈھول

☆☆☆

آپ جلے اور موہے جلائے
پی پی کر مرد منھ بھر آوے
ایک میں اب ماروں گی مکّا
اے سکھی ساجن، نا سکھی حقّا

☆☆☆

نت مورے کھاتر بجار سے آوے
کرے سنگار تب جو مایا پاوے
من بگڑے نہ رہے، راکھت مان
اے سکھی ساجن، نا سکھی پان

☆☆☆

دو سخنہ ہندی

گوشت کیوں نہ کھایا؟

٭ ڈوم کیوں نہ گایا؟

٭ ڈوم یعنی گانا

جواب: گلا نہ تھا

☆☆☆

جوتا کیوں نہ پہنا

٭سنبوسہ کیوں نہ کھایا

٭سموسہ

جواب: تلا نہ تھا

☆☆☆

انار کیوں نہ چکھا؟
وزیر کیوں نہ رکھا؟
جواب: دانا / دانہ نہ تھا

☆☆☆

دہی کیوں نہ جما؟
نوکر کیوں نہ رکھا؟
جواب: ضامن نہ تھا

☆☆☆

ستار کیوں نہ بجا؟
عورت کیوں نہ نہائی؟
جواب: پردہ نہ تھا

☆☆☆

روٹی جلی کیوں؟
گھوڑا اُڑا کیوں؟
پان سڑا کیوں؟
جواب: پھیرا نہ تھا

☆☆☆

سنبوسہ کیوں نہ کھایا؟
جوتا کیوں نہ چڑھایا؟
جواب: تلا نہ تھا

☆☆☆

راجا پیاسا کیوں؟

گدھا اُداسا کیوں؟

جواب: لوٹا نہ تھا

☆☆☆

دیوار کیوں ٹوٹی؟

راہ کیوں لوٹی؟

جواب: راج نہ تھا

☆☆☆

گھر کیوں اندھیارا؟

فقیر کیوں بِدارا؟

جواب: دِیا نہ تھا

☆☆☆

دوسخنہ فارسی وہندی

قوتِ روح چیست؟

پیاری کو کب دیکھیے؟

جواب: صدا = آواز

سدا = ہمیشہ

☆☆☆

تشنہ را چہ می باید؟

ملاپ کو کیا چاہیے؟

جواب: چاہ = کنواں، محبت

☆☆☆

شکاری را چہ می باید؟

مسافر کو کیا چاہیے؟

جواب: دام = جال، رو پیہ پیسہ

☆☆☆

کوہ چہ می دارد؟

مسافر کو کیا چاہیے؟

جواب: سنگ = پتھر، ساتھ

☆☆☆

در آئینہ چہ می بیند؟

دکھیا کو کیا نہ کہیے؟

جواب: رو = منھ، گریہ وزاری

☆☆☆

نسبتیں

گوٹے اور آفتاب میں کیا نسبت ہے؟

جواب: کرن

☆☆☆

آم یا شلجم اور کپڑے میں کیا نسبت ہے؟

جواب: جالی

☆☆☆

گہنے اور درخت میں کیا نسبت ہے؟

جواب: پتّا

☆☆☆

مکان اور پائجامے میں کیا نسبت ہے؟

جواب: موری

☆☆☆

بادشاہ اور مُرغ میں کیا نسبت ہے؟

جواب: تاج

☆☆☆

گھوڑے اور بزاز میں کیا نسبت ہے؟

جواب: تھان، زین

☆☆☆

مکان اور کپڑے میں کیا نسبت ہے؟

جواب: لٹھا

انملیاں یا ڈھکوسلہ

دال پکی کہ مہنگا ہوا

☆☆☆

گوری نیناں ایسی بڑی جیسے بیل کے سینگ

☆☆☆

کھیر پکائی جتن سے اور چرخا دیا چلا
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا

☆☆☆

اوروں کی چوپہری باجے چمّو کی آٹھ پہری
باہر کو کوئی آئے ناہیں، آئیں سارے شہری
صاد صوف کر آگے راکھے جامیں ناہیں توسل
اوروں کے جہاں سینگ سماوے چمّو کے واں موسل

☆☆☆

بسنت

دی آاری موہے بھجویارے
شاہ نجام کے رنگ میں
کپڑے رنگنے سے کچھ ناہوت ہے
یارنگ میں میں نے تن کو ڈبویارے

دیاری موہے۔۔۔۔۔
واہی کے رنگ سے سن وے شوخ رنگ
خوب ہی مل مل دھویارے
پیر نجام کے رنگ بھجویارے

☆☆☆

ساون کا گیت

اماں میرے باوا کو بھجو جی کہ ساون آیا
بیٹی تیرا باوا تو بڈھا ری
کہ ساون آیا
اماں میرے بھائی کو بھجو جی
کہ ساون آیا
بٹی تیرا بھائی تو بالا ری
کہ ساون آیا
اماں میرے ماموں کو بھجو جی
کہ ساون آیا
بیٹی تیرا ماموں تو بانکا ری
کہ ساون آیا

☆☆☆

آنکھوں کا نسخہ

لودھ پھٹکری مُردہ سنگ
ہلدی زیرہ ایک ایک ٹنگ
افیون چنا بھر، مرچیں چار
اُرد برابر تھوتھا ڈار
پوست کے پانی ٹپلی کرے
ترت پیڑ نینوں ہرے

☆☆☆

دوہے

(1)

کھیر پکائی جتن سے چرخہ دیا جلا
آیا کتا، کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا

(2)

خسرو دریا پریم کا الٹی وا کی دھار
جو اترا سو ڈوب گیا، جو ڈوبا اس پار

(3)

گوری سووے سیج پہ مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چوندیس

☆☆☆